⊙ نازیہ رفیق
پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اُردو، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد
⊙⊙ ڈاکٹر ظفر حسین ہرل
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

فکشن میں کردار کی تخلیق: بنیادی مباحث

Abstract:

At present fiction is regarded as the most renowned and recognized genre in literary writings. It includes almost all the themes and subjects of human. Fiction writer chooses different characters to elaborate the theme. In fiction writing character comes at second place in importance after theme/topic. Fiction writer creates character with respect to topic and then character creates its own environment as well as era. This research article analyzes the factors which are considered to be important by a fiction writer and the inverse will be a case of weakness of character.

Keywords:

Fiction Novel Character Creativity Urdu Technique

کہانی کہنے کا فن نہایت قدیم ہے۔ انسان کی فطرت میں شامل ہے کہ وہ کہانیاں سننا پسند کرتا ہے۔ انسان کی دلچسپی نے داستان کو جنم دیا جن کے کردار مافوق الفطرت اور ناقابل یقین ہوتے تھے۔ داستان کا یہ سفر اس وقت جاری رہا جب تک ناول نے اس کی جگہ نہیں لے لی ان دونوں کا تعلق فکشن سے ہے۔ فکشن جو ایک معروف صنفِ ادب ہے، تخلیق کار کے تخیل کی تخلیق کردہ ہے جس میں ایک موضوع کے تناظر میں کردار تخلیق کیا جاتا ہے اور فکشن کی ایک مکمل فضا کی تشکیل ہوتی ہے۔ فکشن جو سچ کو اپنے اندر سمو کے رکھتا ہے کے حوالے سے ماریو برگس یوسا اپنی کتاب نو جوان ناول نگار کے نام خط میں لکھتے ہیں:

> ''فکشن ایک دروغ ہے جو ایک عمیق صداقت کو ڈھانپے ہوتا ہے جو کبھی بھی واقع نہیں ہوتی، ایسی زندگی جو کسی عہد کے مرد و عورت گزارنا چاہتے تھے لیکن نہ گزار سکے۔''(۱)

ناول نگار زندگی کو اس طرح بیان کرتا ہے، جیسی کہ وہ ہے یا جیسا اسے ہونا چاہیے۔اس میں پیش کی گئی زندگی ہمیں حقیقی زندگی کی نسبت زیادہ خوبصورت اور مکمل لگتی ہے۔ناول نگار کائنات کے وسیع مشاہدے کے بعد تخلیق سامنے لاتا ہے اور حقائق کو تخیلی انداز میں یوں پیش کرتا ہے کہ ان میں حقیقت کی تلخی ہونے کے باوجود ایک دلچسپی اور کشش محسوس ہوتی ہے۔ناول نگار آفاقی حقائق کو کہانیوں کی صورت میں پیش کرتا ہے جس کے لیے اس کے تخلیق کردہ کردار مدد کرتے ہیں۔ ناول کے انسانی اور آفاقی حقائق سے تعلق کے متعلق ڈاکٹر یٰسین لکھتے ہیں:

''ناول فطرت، معاشرہ اور انسانوں کے باہمی تعلقات کا مانوس خاکہ ہے جس میں آفاقی حقائق کو فنی انداز میں پرودیا جاتا ہے۔''(۲)

ناول میں کہانی اور حقائق کو پیش کرنے کے لیے کچھ خاص اصول وضوابط ہیں جو ناول کے عناصر ترکیبی کہلاتے ہیں۔ان میں کہانی، پلاٹ، کردار، ماحول، منظر نگاری، مکالمہ نگاری، نصب العین اور اسلوب شامل ہیں جن میں سب سے اہم کردار ہے۔

کہانی مختلف واقعات سے بُنی جاتی ہے جو کسی نہ کسی کے ساتھ وقوع پذیر ہو رہے ہوتے ہیں تو وہ دراصل کردار ہی ہوتے ہیں کیونکہ کوئی بھی کہانی اس وقت تک کہانی نہیں بن سکتی جب تک اس میں کردار موجود نہ ہوں گے۔ افسانوی ادب میں دلچسپی ان کرداروں ہی کی بدولت پیدا ہوتی ہے اس لیے فکشن میں کردار کو بنیادی حیثیت حاصل ہے چاہے یہ کردار انسانی ہوں یا غیر انسانی مگر ناول میں بالعموم یہ کردار انسان ہوتے ہیں۔اس لیے اشخاص قصہ کو کرداروں کی صورت سامنے آتے ہیں۔ان کرداروں کی ناول میں پیش کش کا فن کردار نگاری کی ذیل میں آتا ہے۔کردار نگاری کی وضاحت سے پہلے ہم لفظ کردار مفہوم کی بات کریں، یہ لفظ اردو میں انگریزی زبان وادب کی وساطت سے آیا ہے اس کا مترادف لفظ 'کیریکٹر' (Character) ہے جس کے معنی سیرت اور چال چلن کے ہیں۔اس لفظ کی اصل تو فرانسیسی لفظ Character ہے لیکن انگریزی میں یہ لفظ براہ راست یونانی زبان کے لفظ "Kharavter" سے آیا ہے جس کے معنی 'نقش کرنا' اور 'کندہ کرنا' کے ہیں۔اردو زبان میں لفظ کے مفہوم میں بہت وسعت ملتی ہے اس حوالے سے بالخصوص فیروز اللغات میں کردار کے معنی یہ ملتے ہیں:

''کردار۔[ف۔ا۔مذکر] (۱) طرز، طریق، (۲) چلن۔''(۳)

یہ لفظ عام بول چال میں تو کسی انسان کے فعل، روش، رویہ اور طرز عمل کے معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے لیکن اس سے مراد انسان کے اخلاقی و ذہنی اوصاف بھی ہو سکتے ہیں جو نہ صرف یہ کہ اس کی پہچان بنتے ہیں بلکہ اس کو دیگر افراد معاشرہ سے بھی ممتاز و منفرد مقام دیتے ہیں۔یہ انسان کے عادات و اعمال کا نام ہے۔کردار کے اسی اصطلاحی مفہوم کے حوالے سے ابوالاعجاز حفیظ صدیقی کشاف تنقیدی اصطلاحات میں لکھتے ہیں:

''کردار کو بنیادی طور پر افسانوی ادب کی اصطلاح ہے۔کہانی کے واقعات جن افراد قصہ کو پیش کرتے ہیں انہیں اصطلاح میں کردار کہا جاتا ہے۔''(۴)

یہاں کردار افسانوی ادب کے ساتھ جڑ جاتا ہے۔اس لیے اس لفظ کی وسعت کا اندازہ لگانے اور تفہیم کے لیے

دیگر ناقدین ادب کی آراء کو بھی دیکھنے کی ضرورت ہے۔اس سلسلے میں سیموئل اسمائلز کی کتاب کریکٹر میں کردار کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے:

''کرداران انفرادی خصوصیات کا نام ہے جن کی وجہ سے ایک شخصیت دوسری شخصیت سے ممتاز ہوتی ہے۔''(۵)

کردار کی یہ انفرادیت اس کو ایک قوت اور تاثیر بخشتی ہے جس سے کردار کی شناخت ہوتی ہے جس میں ظاہری پہلوؤں کے ساتھ داخلی و باطنی پہلو بھی شامل ہیں۔انسان کے طور طریقے، رویے ہی اس کے کردار کی عکاسی کرتے ہیں۔ یہ وہ خوبیاں ہیں جو اس کو معاشرے میں ممتاز مقام بھی دیتی ہیں لوگوں کی نظروں میں قابل قدر بناتی ہیں لیکن کردار میں ذرا سا بھی جھول آجائے تو یہ کردار سوالیہ نشان بنا دیتا ہے، اس لیے افسانوی ادب میں کردار کی تخلیق کو بہت اہمیت حاصل ہے اور فن کا درجہ دیا گیا ہے کیونکہ یہ بہت ضروری ہے کہ قصہ کو آگے بڑھانے کے لیے جو کردار تخلیق کیا جائے وہ اسی حقیقی دنیا سے تعلق رکھتا ہو اور حقائق کا ترجمان ہو چانکہ کردار اسی معاشرے سے لیا جاتا ہے اب سوال یہ بھی اہم ہے کہ جب کردار مکمل طور پر گھڑا جاتا ہے، فکشنل ہوتا ہے یا حقیقی کیوں محسوس ہوتا ہے کیا یہ کسی کی تصویر کشی کرتا ہے۔تو اس کا جواب ہے ہرگز نہیں کیونکہ اس صورت میں تو کردار کسی کا خاکہ یا سوانح بن جائے گا۔جو کم از کم ناول کی ذیل میں نہیں آسکتا۔اس لیے تجزیہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ناول نگار جب کوئی کردار تخلیق کرتا ہے۔اس کردار میں معاشرے کے اس کردار کے مشابہ بہت لوگوں کے اوصاف کو یکجا کر دیتا ہے یوں وہ جامع اور مکمل اوصاف کے ساتھ سامنے آتا ہے مثال کے طور پر اگر کسی استاد کا کردار تخلیق کیا جا رہا ہے تو ناول نگار اس میں ایک اچھے قابل استاد کے تمام جملہ اوصاف شامل کر دے گا جس کی وجہ سے استاد بھی اس کردار کا مطالعہ کرے گا کسی نہ کسی حوالے سے خود سے مشابہ پائے گا لیکن حقیقت میں ایک حد بھی ضروری ہے جو ناول نگاران کرداروں کو قصہ کے ساتھ تخلیق کرتا ہے تو ان کرداروں کی تشکیل میں اس کا فن پوری طرح اثر انداز ہوتا ہے۔اس لیے وہ کرداروں کی تخلیق میں تخیل، مشاہدے اور تخلیقی صلاحیت سے بھی مدد لیتا ہے اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے معاشرے کے جانے پہچانے انسان کی شبیہ کو اس کے احساسات سمیت الفاظ کی صورت میں بیان کر دیتا ہے۔ناول نگار کردار نگاری کے دوران تخیلی کردار کی نہ صرف صورت بلکہ اس کی سیرت، داخلی کیفیات، ذہنی و نفسیاتی ارتقاء بھی پیش کرتا ہے۔کردار نگاری کا فن پختگی کا تقاضا کرتا ہے جس کے حوالے سے ڈاکٹر محمد احسن فاروقی اور ڈاکٹر محمد نورالحسن ہاشمی لکھتے ہیں:

''ناول کی ادبی اہمیت اس کی کردار نگاری پر منحصر ہے اور اگر کوئی ناول نگار کردار نگاری کی قوت نہیں رکھتا تو وہ صحیح معنی میں ناول نگار کہلانے کے لائق نہیں۔''(۶)

کردار کی تشکیل ناول میں اساسی حیثیت رکھتی ہے۔ناول کا انداز بیانیہ ہے جس میں مختلف کرداروں کی موجودگی اور ان کے اعمال مجموعی طور پر نہ صرف ناول کی فضا کو تخلیق کرتے ہیں بلکہ اس پر اثر انداز بھی ہوتے ہیں۔کردار کی تخلیق ناول نگار کی فنکارانہ عظمت کی دلیل بھی بنتے ہیں اور چونکہ کردار کی تخلیق ایک فن ہے، فن حیات کی تخلیق نو کرتا ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہوگا جب کردار کی تخلیق کردار نگاری کے فنی تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کی جائے گی جیسا کہ پہلے

بیان کیا گیا ہے کہ ناول میں کردار ایسا ہوتا ہے جو حقیقی ہوتے ہوئے بھی حقیقی محسوس نہیں ہوتا لیکن اس کی افراد معاشرہ سے مشابہت اس قدر ہوتی ہے کہ اس پر افسانوی ہونے کا گمان نہیں گزرتا۔ اس لیے کردار کو اس کے فنی تقاضوں کے مطابق تخلیق کرنا بہت ضروری ہے اس حوالے سے ناقدین نے کردار کے لیے جن عناصر کو ضروری قرار دیا ہے ان میں واقعیت، تخیل، انعکاس، ذات، مثالیت پسندی اور ایمائیت نمایاں ہیں۔ ان میں سب سے پہلا عنصر واقعیت ہے۔ اوصاف ادب میں اشیا و واقعات اور اشخاص کو تخیل اور جذباتی انداز کے بجائے پوری صداقت کے ساتھ بیان کرنا واقعیت ہے لیکن ناول میں کردار کو واقعیت کے ساتھ کچھ ایسے انداز میں بیان کرنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ کردار رہیں تو اسی دنیا کے لیکن ان کی پیش کش اور تاثر افسانوی رنگ میں قاری کے سامنے آئے۔ بقول ای۔ ایم۔ فارسٹر:

> ''ناول ایک فنکارانہ تخلیق ہے اس کے اپنے اصول اور ضوابط ہوتے ہیں جو روزمرہ زندگی سے علاقہ نہیں رکھتے اور یہ کہ ناول کا کوئی کردار اس وقت حقیقی ہوتا ہے جب وہ ان اصول اور ضوابط کے مطابق زندگی گزارے۔''(۷)

اس لیے ناول نگار کو اس بات سے آگاہ ہونا چاہئے کہ اسے کردار کو کتنا اور کس طرح حقیقی بنا کر پیش کرنا ہے۔ کردار نگاری میں دوسرا اہم عنصر تخیل ہے۔ اس کا تخلیق کے ساتھ گہرا تعلق ہے یہ ایک تخلیقی صلاحیت ہے۔ اس لیے کردار کو تخلیق کرتے ہوئے تمام تر خوبصورتی کے ساتھ پیش کرنا ہی ناول نگار کی ذمہ داری ہے کیونکہ کردار کی خارجی زندگی تو سامنے ہوتی ہے لیکن اس کی داخلی یا باطنی دنیا کیفیات سے آگاہی اسی صورت ملے گی جب ناول نگار تخیل کی صفت سے متصف ہوگا۔

انعکاس ذات بھی کردار کی تخلیق میں نہایت اہم ہے کیونکہ کرداروں کی پیش کش میں کردار کے مزاج کو بھی بڑا دخل حاصل ہوتا ہے۔ اس کی شخصیت و فکر کردار پر ضرور اثر انداز ہوتی ہے جو انعکاس ذات ہے جس کے حوالے سے ڈاکٹر نجم الہدیٰ لکھتے ہیں:

> ''فن کار کرداروں کی تخلیق میں کسی نہ کسی جہت سے خود جلوہ گر ہوتا ہے اس کا تخیل انعکاس ذات کے مواقع فراہم کرتا ہے اور اپنی خصوصیات ذات کے مواقع فراہم کرتا ہے اور اپنی خصوصیات کا پر تو قصے کے کرداروں پر ڈالنے کے لیے منطق اور استدلال سے کام لیتا ہے۔''(۸)

کردار پر مصنف کی فکر غالب آجائے گی تو وہ کردار نہ صر سپاٹ پن کا شکار ہو جائیں گے بلکہ کٹھ پتلی کردار بن جائیں گے جیسا کہ مولوی نذیر احمد دہلوی کے کردار محض ناصح کی نصیحت بن کر رہ جاتے ہیں جس سے قاری بیزاری محسوس کرتا ہے اور لطف زائل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد مثالیت پسندی ہے کردار نگار جب بھی کوئی کردار تخلیق کرتا ہے چاہے وہ خیر کا نمائندہ ہو یا شر کا۔ تو اسے مثالیت پسندی کے تحت تخلیق کیا جاتا ہے۔ کردار نگار کو یہ نکتہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ کردار میں اوصاف سے توازن ہوگا کیونکہ یہی بات اس کو نہ صرف واقعیت کے قریب کر دے گی بلکہ فطری بھی بنائے گی اس حوالے سے مہ نور زمانی بیگم لکھتی ہیں:

> ''ناول نگار کو چاہئے کہ کرداروں کو نہ تو کل خوبیوں کا نمائندہ بنا دے نہ کہ تمام برائیوں کا مجسمہ

کیونکہ انسانی فطرت کے مطابق ہر برے سے برے انسان میں کوئی نہ کوئی اور اچھے سے اچھے انسان میں کوئی نہ کوئی برائی ضرور ہوتی ہے۔ ناول نگار کو چاہئے کہ اپنے مقصد کی تکمیل کو مدنظر رکھتے ہوئے انسانی فطرت کی باریکیوں پر اپنی نظر جمائے رکھے۔''(۹)

عبدالحلیم شرر کے کردار ہر صنف جیسا کہ بہادری، جرات اور حسن میں اتنے کامل دکھاتے ہیں کہ ان میں انسانی کمزوری کی کوئی جھلک نہیں ملتی جو ایک خامی بن جاتی ہے۔اس لیے ناول اور کردار کے فطری ارتقاء کے لیے مثالیت پسندی میں توازن ضروری ہے۔ ناول اہم صنف ادب ہے اور اس کا اخلاق کے ساتھ گہرا تعلق ہے اس لیے معاشرے کی اخلاقی سطح کو بلند کرنے کے لیے ایسے کردار کی تعمیر تشکیل کرنی چاہئے جو افراد کی اخلاقی تربیت میں اہم اور مثبت کردار ادا کریں۔

ناول نگار کردار کی تخلیق کرتے ہوئے اس کے بعض پہلو پوشیدہ رکھتا ہے تا کہ اس سے قاری کی فکر کی گہرائی کا علم ہو سکے تا دوسری طرف کردار میں کشش بھی رہے کردار کی اس ایمائیت کے حوالے سے خورخے لوئس بورخیس نے بہت اہم بات کہی ہے:

''کہانی میں مخفی نفسیات ہوتی ہے کیونکہ اگر نہ ہو تو کٹھ پتلی بن کر رہ جائیں۔''(۱۰)

کردار کے تشکیلی مرحلہ میں کردار نگاری کے عموماً دو طریقے بتائے گئے ہیں۔ایک خارجی جبکہ دوسرا طریقہ داخلی ہے۔خارجی طریقہ میں کردار کی داخلی دنیا کی واردات، جذبات، احساسات اور کیفیات کے اظہار کی بجائے ظاہری حسن، سراپا نگاری اور انسان کے خدوخال کی تصویرکشی پر زور دیا جاتا ہے جبکہ داخلی کردار نگاری میں کردار کے احساسات، جذبات اور نا آسودہ خواہشات اور طرز فکر شامل ہوتی ہے اس لیے یہ بہت لازمی ہے کیونکہ اس کی بدولت ہی قاری کہانی کے واقعات میں آنے والی تبدیلیوں اور ارتقا کے متعلق کردار جذباتی کیفیات سے آگاہ ہوتا ہے، داخلی طریقہ دراصل کردار کی تشریح کرتا ہے۔

چونکہ ناول انسانی زندگی کے کئی پہلوؤں کو بیان کرتا ہے اس لیے کردار مختلف صورتوں اور حیثیتوں میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔ای۔ایم۔فارسٹر نے اپنی کتاب *Aspects of Novel* میں کرداروں کی تکنیکی اعتبار سے دو اقسام گنوائی ہیں۔جن میں سادہ کردار (فلیٹ کردار) اور پیچیدہ کردار (راؤنڈ کردار) شامل ہیں۔ سادہ یا جامد کردار متحرک نہیں ہوتا اور کہانی میں شروع سے لے کر آخر تک ایک ہی طرح کا رہتا ہے۔جبکہ متحرک کردار مکمل، تہہ در تہہ اور پیچیدہ کردار بھی کہا جاتا ہے یہ بہت سی انسانی صفات کا حامل ہوتا ہے اور ناول کے ارتقا میں بنیادی نوعیت کا ہوتا ہے افسانوی ادب میں کرداروں کو مرکزی اور ضمنی کردار کے تحت تقسیم کیا گیا ہے۔ مرکزی کردار پلاٹ میں ایک محور کی مانند ہوتا ہے جس کے گرد سارے واقعات گھومتے ہیں۔ دوسری طرف ذیلی کردار وہ ہوتے ہیں جو کہانی اور واقعات کے تسلسل کے مطابق تخلیق کیے جاتے ہیں ناول میں کردار بہت متنوع ہوتے ہیں اس حوالے سے بھی ان کی تقسیم کی گئی ہے جس کے بارے میں ڈاکٹر

نجم الہدیٰ لکھتے ہیں:

> ''کرداروں کی تقسیم ان کے مزاج اور ارتقاء کی جہت سے بھی کی جاسکتی ہے مثلاً مزاحیہ یا مضحکہ خیز کردار اور سنجیدہ یا المیہ کردار۔''(۱۱)

سنجیدہ کردار فکری اعتبار سے پختہ دکھائے جاتے ہیں ایسے کرداروں کو المیہ کردار بھی کہا جاتا ہے جبکہ مزاحیہ کردار کہانی میں لطف اور دلچسپی کا عنصر پیدا کرتے ہیں جیسا کہ اردو ناول نگاری میں حاجی بغلول کا کردار آج بھی مضحک کرداروں میں نمایاں ہے۔اس کے ساتھ ساتھ قصے میں کچھ افراد مثبت طرز عمل ،فکر کے حامل ہوتے ہیں اور قاری کے لیے بھی مثبت تاثر کا باعث بنتے ہیں جبکہ کچھ کردار ایسے ہوتے ہیں جو کہانی میں جلد ہار مان لینے والے ہوتے ہیں یہ منفی کردار ہیں منفی کردار کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ یہ کہانی میں مرکزی کرداروں کے مقابل لائے جاتے ہیں جو Anti-Hero کہلاتے ہیں یہی نہیں کرداروں کا ایک جہان ہے جس میں زندگی کے ہر شعبہ حیات کے نمائندہ کے طور پر کردار آتے ہیں جن میں نمائندہ کردار کسی طبقے کی ترجمانی کرتے ہیں مثلاً وکیل ،مزدور، کسان، سرمایہ دار وغیرہ جیسا کہ منشی پریم چند کے تخلیق کردہ کردار جبکہ کچھ کردار معاشرے میں ابھرتے کسی نئے رجحان کی عکاسی کرتے ہیں یہ رجحان مذہبی، سیاسی اور معاشرتی ہو سکتے ہیں جیسا کہ گریز اور اے غزال شب میں مارکسی اور اشترا کی نظریہ کا پرچار کیا گیا ہے۔تاریخ کو بھی ناول میں خاص مقام حاصل ہے اس لیے ناول نگار ایسے ناول بھی لکھتے ہیں جو تاریخی شخصیات کے گرد گھومتے ہیں ان کے کردار تاریخی ہیں۔

ناول کا کینوس بہت وسیع ہوتا ہے۔اس طرح جغرافیائی اعتبار سے دو طرح کے کردار ملتے ہیں کچھ کردار ایسے ہوتے ہیں جو ہمارے جانے پہچانے ہوتے ہیں، ان کی زبان، طرز زندگی ہم جیسی ہوتی ہے، دیسی کردار کہلاتے ہیں، یوں دیسی کردار سے مراد اپنے ملک اور علاقے کے نمائندے ہوتے ہیں۔ یہاں اہم بات یہ ہے کہ دیسی کردار سے مراد قطعی نہیں کہ وہ لوگ ایک مذہب، عقیدے یا قبیلے سے تعلق رکھتے ہوں بلکہ ان کا ملک، علاقہ تو ایک ہو، چاہے نظریاتی اور عقیدے کے اعتبار سے مختلف ہوں۔اردو ناولوں میں ایسے کردار ہی زیادہ ملتے ہیں جبکہ کچھ کردار ایسے ہوتے ہیں جن کی زبان، رسوم ورواج، اعتقادات اور نظریات مختلف ہوتے ہیں حتیٰ کہ ان کے نام بھی اجنبی محسوس ہوتے ہیں جس کے باعث وہ اجنبیت کے حامل ہوتے ہیں ان کا تعلق کسی اجنبی دیس سے ہوتا ہے۔ ان کی زبان، تہذیب وتمدن، رسوم ورواج اور عقائد بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ ایسے کرداروں میں ابن الوقت میں مسٹر نوبل ،مسٹر شارپ، ٹیڑھی لکیر میں مسٹر ٹیلر، عبدالحلیم شرر کے ناول فردوس بریں کے تمام کردار اس ضمن میں آتے ہیں۔ پس کردار کے حوالے سے ان تمام اہم امور کا جائزہ لینے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ناول میں کردار سب سے اہم اور بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ ناول چونکہ زندگی کا ترجمان ہے اس لیے اس میں بے شمار کردار ہوتے ہیں اور شعبہ حیات کے اس لیے ناول میں اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ بقول عبدالقادر سروری کردار نگاری کا بہترین مظہر ایک ناول ہو سکتا ہے(۱۲)۔

اس تناظر میں ناول میں کردار نگاری کے تقاضے مزید اہم ہو جاتے ہیں۔ ناول کے وسیع کینوس میں کہانی اور پلاٹ کی اہمیت مسلم ہے لیکن کہانی کی اہمیت بھی تب ہی ہے جب اس میں کردار ہوں گے۔ کردار ہی قصے کی روح اور

بنیاد بنتے ہیں ان ہی کی بدولت کہانی میں رنگ اور دلچسپی پیدا ہوتی ہے ۔ یہ کردار انسانی نفسیات کے عکاس بن کر اس معاشرے کے جیتے جاگتے افراد کے رویوں کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں۔ کردار نگار، کردار کے ذریعے سے اپنے مقصد اور نظریے کی ترسیل کرتا ہے۔ کردار نگاری کے ذریعے ہی کردار کی سوچ، طرزِ عمل کو قاری تک بہتر انداز میں پہنچایا جاسکتا ہے اس لیے کردار نگار پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے کرداروں کی مدد سے معاشرے میں بہتری لانے میں کردار ادا کرے۔ یوں نہ صرف یہ کردار قاری کو متاثر کریں گے بلکہ تادیر اس کے قلب و ذہن پر نقش ہو جائیں گے۔

حوالہ جات

۱۔ ماریو برگس یوسا، نوجوان ناول نگار کے نام خط، (کراچی: شہرزاد، ۲۰۱۰ء)، مترجم: محمد عمر میمن، ص ۱۴

۲۔ محمد یٰسین، ناول کا فن اور نظریہ، (لاہور: دارالنوادر، ۱۹۸۰ء)، ص ۳

۳۔ فیروز اللغات: اردو جدید، (نئی دہلی: اعجاز پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۸۹ء)، ص ۱۴۸

۴۔ ابوالاعجاز حفیظ صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۵ء)، ص ۱۴۸

۵۔ سیموئل اسمائلز، کریکٹر، (کردار)، (لکھنو: نسیم بک ڈپو، س۔ن)، مترجم: سید صفی مرتضیٰ، ص ۷

۶۔ احسن فاروقی، ناول کیا ہے ؟، (لکھنو: دانش محل، ۱۹۸۲ء)، نورالحسن ہاشمی، ص ۲۲، ۲۳

۷۔ ای۔ایم۔فارسٹر، *Aspects of Novel*، (ناول کا فن)، (علی گڑھ: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۹۲ء)، مترجم: ابوالکلام قاسمی، ص ۴۴

۸۔ نجم الہدیٰ، کردار اور کردار نگاری، (مدراس: بہار اردو اکادمی، ۱۹۸۰ء)، ص ۶۲

۹۔ مہ نور زمانی بیگم، کرشن چندر کے ناولوں میں نسوانی کردار، (حیدر آباد: نیشنل فائن پرنٹنگ پریس، ۱۹۸۷ء)، ص ۳۹

۱۰۔ محمد عمر میمن، فن فکشن نگاری: ممتاز مغربی ادیبوں سے مکالمہ (۱)، (کراچی: مکتبہ دانیال، ۲۰۱۶ء)، ترجمہ، ص ۵۹

۱۱۔ نجم الہدیٰ، کردار اور کردار نگاری، ص ۱۰۱، ۱۰۲

۱۲۔ عبدالقادر سروری، کردار اور افسانہ یعنی دنیائے افسانہ، حصہ دوم، (حیدر آباد دکن: مکتبہ ابراہیمیہ، ۱۹۲۹ء)، ص ۵۵